از مولانا شہاب الدین ندوی

متاع یا "متعۂ طلاق" پر ایک تحقیقی نظر

قرآنی حقائق و معارف کی روشنی میں

نفقۂ مطلقہ کے سلسلے میں قرآن کو بنیاد بنا کر جو نزاعی بحثیں بھارت کے طول و عرض میں کی جاچکی ہیں ان کا تعلق سورہ بقرہ کی آیت ۲۳۶، ۲۴۱ اور ۲۴۱ سے ہے۔ جن میں "متاع" کا لفظ لایا گیا ہے اور اسلامی شریعت میں اس سے مراد "متعۂ طلاق" ہے۔ جو ایک اصطلاح کی حیثیت سے اسلامی لٹریچر میں رائج ہے۔ مگر مخالفین شریعت اور بعض مفاد پرستوں نے اس کو "نفقۂ مطلقہ" ثابت کرنے کی راہ میں اپنا سارا زور اور پوری توانائیاں صرف کردیں تاکہ اسلامی شریعت کا حلیہ بگاڑا جاسکے۔ لہٰذا اس موقع پر اس لفظ اور اس کی حقیقت و ماہیت اور اس کے دائرہ کار کا ایک تحقیقی جائزہ لیا جاتا ہے۔

متاع یا "متعۂ طلاق" کی اس بحث کا تعلق تفسیر اور فقہ قرآن سے بہت گہرا ہے۔ چونکہ اس سلسلے میں مفسرین اور فقہا بلکہ خود سلف صالحین میں بھی کئی اختلافات اور متعدد فقہی مسلک پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا جب ایک مرتبہ یہ بحث چھیڑ دی جائے تو پھر اس سلسلے میں تمام اختلافات اور فقہی مسلکوں پر بھی ایک سیر حاصل بحث کرنی ضروری ہوجاتی ہے۔ ورنہ اس کے بغیر بعض مواقع پر خواہ مخواہ الجھن پیدا ہوگی۔ بلکہ بعض مقامات پر مسئلہ نہ ہونے کی صورت میں اندیشہ ہے کہ اس سے تفسیر اور فقہ کے بارے میں خواہ مخواہ بدگمانیاں پیدا ہوں گی ویسے بھی چونکہ آج کل اسلامی شریعت کے ساتھ ساتھ اسلامی فقہ کے خلاف بھی جس انداز سے مہم چلائی جا رہی ہے اس کے پیش نظر ضروری ہے کہ تمام مسائل و حقائق و واقعات کی روشنی میں تشفی بخش طور پر اور پورے دلائل کے ساتھ پیش کئے جائیں۔

لہٰذا ان وجوہات کی بنا پر اس موضوع سے متعلق مباحث ضروری تفصیل کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں تاکہ اسلامی شریعت موجودہ آزمائشی دور سے صحیح سلامتی کے ساتھ نکل سکے۔ اور تحریف و تلبیس اور دجل و فریب کا پردہ پوری طرح چاک ہوجائے۔ اس بحث میں تین اہم ترین الفاظ کی تحقیق کرنی ہے جو یہ ہیں۔

(۱) متاع (۲) معروف (۳) اور نفقہ۔ کیونکہ آیت زیر بحث (البقرہ ۲۴۱) میں "متاع بالمعروف" کے الفاظ آئے ہیں اور متاع کا صحیح مفہوم اس وقت تک پوری طرح واضح نہیں ہو سکتا جب تک کہ لفظ نفقہ یا انفاق کے ساتھ اس کا تقابلی مطالعہ نہ کیا جائے۔ کیونکہ قرآن حکیم میں یہ دونوں الفاظ مختلف مواقع پر مختلف مدلولات کے حامل نظر آتے ہیں جن کے مواقع استعمال میں بڑا فرق اور نزاکت ہوتی ہے۔ اس فرق کو پیش نظر نہ رکھنے کے باعث صحیح مفہوم کے تعین میں دشواری پیش آتی ہے۔ اور بسا اوقات مطلب غلط ملط ہو جاتا ہے۔

اس جائزے کے بعد ہی اسلام میں عورت کے مقام و مرتبے اور اس کے معاشی تحفظ کی صحیح قدر و قیمت واضح ہو سکتی ہے۔ کہ اسلام نے قدم قدم پہ دنیا کے اس مظلوم طبقے کا کس قدر خیال رکھا ہے۔ اور دیگر مذاہب کے مقابلے میں اس کی قدر و منزلت کتنی بڑھائی ہے۔ مگر ضرورت اس کی ہے کہ تعصب کی عینک ہٹا کر ہر چیز کا کھلے ذہن و دماغ کے ساتھ مطالعہ کیا جائے۔

لفظ متاع کی تحقیق کلام عرب میں

قرآن مجید میں لفظ متاع اور اس کے مشتقات (مثلاً مَتَّعْتُ، مَتَّعْنَا، مَتَّعْنَاهُمْ، يُمَتِّعْكُمْ، مَتِّعُوهُنَّ، تَمَتَّعُوا، اسْتَمْتَعْتُم وغیرہ) ستر مرتبہ استعمال ہوئے ہیں۔ اور اس لفظ کے کئی معنی ہیں۔ اور وہ قرآن مجید میں مختلف مفہومات کے لئے بولا گیا ہے۔ لفظ متاع "تمتیع" (نفع رسانی) سے ماخوذ ہے۔

اسی طرح اس مادے (ROOT) کا ایک دوسرا لفظ "مُتْعَہ" بھی ہے جو تقریباً "متاع" ہی کا ہم معنی ہے۔ اور یہ دونوں "تمتیع" کے اسم ہیں۔ جو مصدر کے قائم مقام ہیں[۱]۔

اس طرح یہ دونوں الفاظ بعض اعتبارات سے ہم معنی ہیں۔ اور ان میں باہم کچھ فرق بھی ہے مگر قرآن میں صرف متاع ہی کا لفظ آیا ہے۔ متعہ کا لفظ نہیں لایا گیا۔

اوپر جو الفاظ (مَتَّعْتُ۔ يُمَتِّعْكُمْ اور مَتِّعُوهُنَّ وغیرہ) مذکور ہیں۔ ان سب کا "مصدر" تَمْتِيعٌ ہے۔ جس کے حسب ذیل معانی ہیں۔

۱۔ مَتَّعَ الشَّيْءَ: طَوَّلَهُ ـــــ کسی چیز کو لمبا کرنا۔
۲۔ مَتَّعَهُ اللّٰهُ: عَمَّرَهُ ـــــ عمر دراز کرنا۔

۱؎ المتاع والمتعة اسمان يقومان مقام المصدر الحقيقي وهو التمتيع (لسان العرب ابن منظور: ۸/۲۳۱ مطبوعہ بیروت) والمتعة - بالضم والكسر - اسم للتمتيع كالمتاع (القاموس المحيط مجد الدين فيروز آبادی: ۳/۸۳ مطبوعہ بیروت)

۳۔ مَتَّعَهُ اللّٰهُ بِكَذَا : أَمْتَعَهُ ۔ اللہ کا کسی کو کچھ مدت تک نفع اٹھانے دینا۔

مَتَّعَ الرَّجُلُ مُطَلَّقَتَهُ : أَعْطَاهَا الْمُتْعَةَ بَعْدَ الطَّلَاقِ ۔ مطلّقہ عورت کو طلاق کے بعد مُتعہ یعنی تحفہ دینا[1]

چنانچہ اس طرح طلاق کے بعد عورت کو جو تحفہ دیا جاتا ہے اس کو "متعۃ الطلاق" (تحفۂ طلاق) یا "متعۃ المرأۃ" (عورت کا تحفہ) کہا جاتا ہے اور یہ ایک اسلامی اصطلاح کی حیثیت سے عربی لغات کی تمام کتابوں میں مذکور ہے۔

وَمُتْعَةُ الْمَرْأَةِ مَا وُصِلَتْ بِهِ بَعْدَ الطَّلَاقِ لِتَنْتَفِعَ بِهِ مِنْ نَحْوِ مَالٍ أَوْ خَادِمٍ اور عورت کا تحفہ وہ چیز ہے جو طلاق کے بعد اُس کو فائدہ اٹھانے کی غرض سے دیا جائے۔ جیسے کچھ مال یا کوئی خادم[2]

ومتعۃ المراۃ ما وصلت بہ بعد الطلاق اور عورت کا تحفہ وہ چیز ہے جو طلاق کے بعد اس کو دیا جائے[3]

متعۃ المرأۃ ما وصلت بہ بعد الطلاق من نحو القمیص والازار والملحفۃ وھی "متعۃ الطلاق"۔ عورت کا تحفہ وہ چیز ہے جو وہ طلاق کے بعد پائے۔ جیسے قمیص، آزار اور اوڑھنی اور اس کو "تحفۂ طلاق" کہا جاتا ہے[4]

ومتّع الرّجل مطلقتہ : وصلھا ببعض الخیر جبراً لوحشۃ الفراق، کان یعطیھا ثوباً او خادماً او نقداً کسی شخص کے اپنی مطلقہ کو مُتعہ دینے کا معنی یہ ہے کہ وہ اس کی اداسی کو دور کرنے کی غرض سے کوئی فائدہ بخش چیز جیسے کوئی کپڑا یا خادم یا نقدی دے دے[5]

حدیث کی مشہور کتاب ابن ماجہ۔ کتاب الطلاق میں ایک باب ملتا ہے جس کا عنوان ہی "باب متعۃ الطلاق" ہے۔ یعنی "تحفہ طلاق کا بیان" اور اس باب میں جو حدیث مذکور ہے اس کے مطابق خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت (عمرہ بنت الجون) کو طلاق دے کر تین کپڑے عطا کئے تھے[6]

یہ ہے مطلقہ عورتوں کو "متاع" یا "متعۂ طلاق" دینے کا صحیح مفہوم اور اسلامی تصور۔

(نوٹ) مُتعہ کے معنی اگرچہ تحفہ کے نہیں ہیں مگر اردو زبان میں اس مفہوم کی ادائیگی کے لئے میں نے اس سے بہتر لفظ نہیں پایا۔

---

[1] خلاصہ از لسان العرب، القاموس المحیط، المعجم الوسیط، المنجد۔ [2] المعجم الوسیط ۳/۲ ۸۵۰ طبوعہ مصر۔ [3] لسان العرب ۸/۳۳۰، القاموس المحیط ۳/۸۳ [4] المنجد، لوئیس معلوف ص ۷۹۹، ۱۹۵۶ء [5] معجم الفاظ القرآن الکریم ۲/۶۰۶ مطبوعہ مصر [6] ابن ماجہ ابواب الطلاق ص ۱۴۷ دیوبند۔

اب آیئے لفظ متاع اور متعہ کے تفصیلی جائزے کی طرف۔ تو اس سلسلے میں عربی گرامر کے مطابق ان الفاظ کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک مصدر یا قائم مقام مصدر ہونے کی حیثیت سے اور دوسرے ان کے اسم ہونے کی حیثیت سے تو جہاں تک ان کے مصدر یا حاصل مصدر ہونے کا تعلق ہے ان دونوں میں لفظ "تمتیع" کے وہ تمام معانی پائے جاسکتے ہیں جن کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ اور "تمتیع" میں جو مرکزی مفہوم پایا جا رہا ہے وہ وقتی یا عارضی "نفع رسانی" ہے اور اس لحاظ سے "متاع" کا بنیادی مفہوم عارضی فائدہ یا کوئی ایسی چیز ہے جو وقتی و عارضی طور پر فائدہ پہنچانے والی ہو۔ اس کی جمع اَمْتِعَۃ آتی ہے۔ بہرحال زبان کی سب سے بڑی لغت "لسان العرب" میں لفظ متاع کے حسب ذیل معانی مذکور ہیں:-

۱۔ مال ۲۔ اثاثہ ۳۔ گھریلو اشیاء جن سے انسان اپنی ضروریات کے لئے فائدہ اٹھائے ۴۔ اس قسم کی کوئی بھی چیز۔ ۵۔ کوئی بھی نفع بخش دنیوی چیز خواہ وہ تھوڑی ہو یا زیادہ[1]

ایک دوسری مستند لغت میں اس کی مختصر تعریف اس طرح کی گئی ہے۔

۱۔ منفعت ۲۔ سامان ۳۔ اوزار ۴۔ وہ ضروریات جن سے فائدہ اٹھایا جائے[2]

ایک جدید لغت میں متعدد معانی کو اس طرح سمیٹا گیا ہے۔ ۱۔ لطف اندوزی ۲۔ ہر وہ چیز جس کی رغبت ہو جیسے ۳۔ کھانا ۴۔ گھریلو اشیاء ۵۔ سامان ۶۔ اوزار ۷۔ مال[3]

المنجد کے عیسائی مؤلف نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے ۱۔ دنیوی اشیاء کی ہر چیز، سوائے سونے اور چاندی کے جس سے نفع حاصل کیا جائے۔ خواہ وہ تھوڑی ہو یا زیادہ ۲۔ ہر وہ چیز جس کو انسان پہنتا ہے یا بچھاتا ہے۔ ۳۔ وہ چیز جس سے تھوڑا سا نفع حاصل کیا جائے اور وہ باقی نہ رہے بلکہ ختم ہو جائے[4]

اور امام راغب کے نزدیک متاع اور مُتعہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ "ہر وہ چیز جس سے کسی بھی طرح فائدہ اٹھایا جاتے وہ متاع اور متعہ کہلاتی ہے۔"[5]

مگر متاع کی سب سے اچھی اور جامع تعریف وہ ہے جو "معجم الفاظ القرآن الکریم" میں مذکور ہے جس کو مصر کی ایک علمی اکیڈمی نے مرتب کیا ہے۔

---

[1] المتاع المال والاثاث والمتاع من امتعة البیت ما یستمتع بہ الانسان فی حوائجہ وکذالک کل شئی والمتاع کل ما ینتفع بہ من عروض الدنیا قلیلھا وکثیرھا (لسان العرب جلد ۱۲ مختلف مقامات پر) [2] المنفعۃ والسلعۃ والاداۃ وما تمتعت بہ من الحوائج (القاموس المحیط ۳/۸۳۰) [3] کل ما ینتفع بہ ویرغب فی اقتنائہ کالطعام واثاث البیت والسلعۃ والاداۃ والمال (المعجم الوسیط ۲/۸۵۲) [4] المنجد ۱۹۵۶ء

[5] مفردات القرآن راغب اصفہانی ص ۴۶۱ بیروت۔

۱۔ متاع اس چیز کو کہا جاتا ہے جس سے انسانی نفوس اس دنیا میں خوشگواری محسوس کرتے ہوں۔ اور وہ فناہ ہونے والی ہو جیسے مال عورتیں اور بچے اور اکثر یہ باطل خواہشات کے لیے بولا جاتا ہے۔

۲۔ وہ چیز جس سے نفع حاصل کیا جائے اور بعض ضروریات پوری کی جاسکیں جیسے کپڑا، توشہ اور گھریلو چیز۔

۳۔ وہ چیز جو مطلقہ عورت کو دی جائے اور بعض مراجع کے مطابق اس میں بیوہ عورت کا نفقہ بھی شامل ہے (و نفقۃ المتوفی عنہا زوجہا فی بعض الموارد۔[۱]

۴۔ منفعت

۵۔ تھوڑی سی چیز جس سے نفع اور قناعت حاصل کی جائے۔

۶۔ اور کبھی کبھی متاع کا لفظ نفع رسانی اور نفع اندوزی کی جگہ بھی بول دیا جاتا ہے[۲]

لسان العرب کے مولف علامہ ابن منظور نے مشہور امام لغت ازہری کے حوالے سے اس سلسلے میں ایک جامع کلیہ یہ تحریر کیا ہے کہ "متاع اصل میں ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس سے نفع، قناعت اور زادِ راہ حاصل کیا جائے اور وہ دنیا میں فنا ہونے والی ہو"[۳]

ضمناً عرض ہے کہ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو نظر آئے گا کہ حدیث شریف میں خود عورت کو بھی "متاع" کہا گیا ہے۔ خَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ (دنیا کا بہترین اثاثہ نیک سیرت بیوی ہے) یہ حدیث عورت اور مرد دونوں کے لیے ایک بلیغ ترین نصیحت اور بہت بڑا درس ہے جو دنیا کے سب سے بڑے معلّم اخلاق (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی امت کو دیا ہے۔ یعنی اس میں جس طرح ایک عورت کو نیک سیرتی پر ابھارا گیا ہے اسی طرح مرد کو بھی ہدایت ہے کہ وہ ایک خوش اخلاق بیوی کی قدر کرے۔ اگر عورت اور مرد دونوں اس اصول پر عمل کریں تو میاں بیوی کی زندگی خوش گوار بن سکتی اور طلاق کی بہت کم آسکتی ہے۔

اسلامی لٹریچر میں چونکہ لفظ متاع کا ایک مترادف لفظ "مُتعہ" بھی بکثرت مستعمل ہے اس لئے اس موقع پر اس کی بھی تھوڑی سی تشریح پیش نظر رہنی چاہیے۔

۱۔ مُتعہ کے معنی ہیں: تھوڑا توشہ اور تھوڑی خوراک۔[۴]

---

[۱] اس سے مراد غالباً سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۴۰ کے مطابق بیوہ کو عارضی گذارہ دینے کی طرف اشارہ ہے مگر یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا جو بعد میں منسوخ ہوگیا اس پر دوسری جگہ بحث کی گئی ہے۔ [۲] معجم الفاظ القرآن الکریم: ۲/ ۶۰۴۔ مطبوعہ مصر [۳] لسان العرب ۸/ ۳۲۹ [۴] لسان العرب ۸/ ۳۳۲ —— القاموس المحیط: ۳/ ۸۳۔

چنانچہ عربی محاورے کے متعلق کہا جاتا ہے:-

اَبْغِنِیْ مُتْعَۃً اَعِیْشُ بِہَا : اَیْ اَبْغِ لِیْ شَیْئًا آکُلُہٗ، اَوْ زَادًا اَتَزَوَّدُہٗ اَوْ قُوْتًا اَقْتَاتُہٗ لِیْ۔ اگر کسی سے یوں کہا جائے کہ "میرے لئے تھوڑا سا مُتعہ تلاش کرو جس سے میں زندگی بسر کر دوں" تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میرے لئے ایسی کوئی چیز ڈھونڈ نکالو جس کو کھا سکوں۔ یا کچھ توشہ جس کو میں زادِ راہ بنا سکوں یا کچھ خوراک جس سے سدِ رمق حاصل کر سکوں[1]

۲۔ متعہ سے مراد وہ چیز ہے جو شکار یا کھانے کی قبیل سے ہو اور اس سے لطف حاصل کیا جائے[2]

۳۔ متعۃ الحج۔ حج کی تین قسموں سے ایک جس کو "تمتع" بھی کہا جاتا ہے۔ اَنْ تَضُمَّ عُمْرَۃً اِلٰی حَجِّکَ : یعنی عمرہ کو حج سے ملانا[3]

العمرۃُ اِلَی الحجّ" عمرہ سے حج کرنا[4]

چنانچہ قرآن حکیم میں جہاں پر حج اور عمرہ کے احکام و مسائل مذکور ہیں وہاں پر عمرہ کو حج سے ملانے کا جواز اس طرح ظاہر کیا گیا ہے۔

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَۃِ اِلَی الْحَجِّ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْھَدْیِ۔ جو کوئی عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر فائدہ اٹھائے اسے قربانی دینی چاہئے۔ جو اسے میسر ہو (بقرہ ۱۹۶)

۴۔ کسی عورت سے عارضی طور پر نکاح کرنے کو بھی متعہ کہا جاتا ہے[5] جس کا اہلِ عرب میں اسلام کے دورِ اول تک رواج تھا۔ جو بعد میں منسوخ ہو گیا۔

۵۔ مُتعۃُ المراۃ۔ عورت کا تحفہ۔ اس کی تشریح اوپر گذر چکی ہے۔

متاع کے مختلف معانی قرآن میں

متاع اور متعہ کے ان تمام معانی و مفہومات میں غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں الفاظ میں جو بنیادی تصور پایا جاتا ہے وہ "عارضی فائدہ" یا "مختصر لطف اندوزی" ہے اور قرآن مجید میں یہ لفظ حسبِ ذیل معانی میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ توشہ یا زادِ راہ یا نفع بخش چیز جیسے

اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُہٗ مَتَاعًا لَّکُمْ وَلِلسَّیَّارَۃِ۔ سمندر کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے لئے بطور زادِ راہ حلال کیا گیا ہے (مائدہ ۹۶)

---

[1] لسان العرب، ابن منظور ۸/۳۳۲ [2] القاموس المحیط، مجد الدین فیروز آبادی ۳/۸۳ [3] ایضاً [4] لسان العرب ۸/۳۲۹ [5] ایضاً ۸/۳۲۹، قاموس ۳/۸۳

بحکم خاص کہ احرام کی حالت میں رہنے والوں کو دیا گیا ہے۔ نیز اسی معنی میں ملاحظہ ہو سورۂ نحل ۸۰، اور سورۂ واقعہ ۷۳۔

۲۔ گھریلو سامان اور عام استعمال کی چیزیں۔ جیسے

وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا۔ اور یوسف کو ہم نے اپنے اسباب کے پاس چھوڑا تھا۔ (یوسف ۱۷)

نیز ملاحظہ ہو۔ نساء ۱۰۲۔ یوسف ۷۹، ۶۵، احزاب ۵۳، نور ۲۹، رعد ۱۷۔

۳۔ سامانِ حیات یا زندگی کی آسائش۔

وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ۔ اور تمہارے لئے ایک وقت معین تک زمین میں ٹھکانہ اور سامان (زندگی) ہے۔ (بقرہ ۳۶)

اسی طرح قرآن مجید میں میوے اور گھاس کو بھی متاع کہا گیا ہے۔ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا مَتَاعًا لَكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ (عبس ۳۱-۳۲)

نیز ملاحظہ ہو اعراف ۲۴۔ اور قصص ۶۰

۴۔ نفع رسانی جیسے۔ وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى۔ اور یہ کہ تم اپنے رب سے معافی مانگو۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ تاکہ وہ تمہیں ایک وقت مقرر تک اچھا فائدہ پہنچائے۔ (ہود ۳)

نیز ملاحظہ ہو قصص ۶۱۔ یٰس ۴۴۔ نازعات ۳۳۔

۵۔ تھوڑی سی پونجی یا حقیر شے جیسے فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ دنیا کی زندگی کا فائدہ تو آخرت کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے۔

وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ۔ اور دنیا کی زندگی سوائے سامانِ فریب خوردگی کے اور کچھ بھی نہیں۔ (حدید ۲۰)

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ۔ مَتَاعٌ قَلِيلٌ تم کو کافروں کا دور دورہ دھوکے میں نہ ڈالے۔ یہ تو متاعِ قلیل ہے (آل عمران ۱۹۶-۱۹۷)

نیز ملاحظہ ہو۔ زخرف ۳۵۔ شوریٰ ۳۶۔ آل عمران ۱۸۵۔ نساء ۷۷۔ یونس ۲۳۔ اور ۷۰۔ نحل ۱۱۷۔ انبیاء ۱۱۱ مومن ۳۹۔ رعد ۲۶۔

۶۔ متعۂ طلاق یا طلاق کا تحفہ (اس کی تشریح اوپر گزر چکی ہے) اور یہی وہ شق ہے جس کا تعلق زیر بحث مسئلے سے ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں قرآن حکیم کی متعدد آیات ملاحظہ ہوں جو ایک دوسرے کی بخوبی تشریح و تفسیر کر رہی

الف۔ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ۔

تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر تم عورتوں کو ہاتھ لگانے اور ان کے لئے مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دے دو (اس صورت میں) انہیں کچھ دے دو، جو وسعت والے پر اپنی حیثیت کے مطابق اور مفلس پر اپنی حیثیت کے مطابق ہوگا۔ رواج کے مطابق (یہ) تھوڑا سامان (دینا) خوش معاملہ لوگوں کے لئے ضروری ہے (بقرہ ۲۳۶)

ب۔ وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ

اور طلاق والی عورتوں کے لئے رواج کے مطابق تحفہ ملے گا۔ یہ ایک حق ہے پرہیزگاروں پر (البقرہ ۲۴۱)

ج۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا ۖ فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا۔

اے ایمان والو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو۔ پھر ان کو صحبت سے پہلے ہی طلاق دے دو تو تمہارے لئے ان پر کوئی عدت نہیں ہے کہ تم ان کی گنتی پوری کراؤ۔ لہذا تم انہیں تم کچھ فائدہ پہنچاؤ۔ اور انہیں اچھی طرح سے رخصت کردو (احزاب ۴۹)

د۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا۔

اے نبی اپنی بیویوں سے کہدو کہ اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش منظور ہے تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھی طرح سے رخصت کر دوں (احزاب ۲۸)

تحفۂ طلاق ایک اخلاقی ضابطہ | اس طرح لفظ متاع میں "قلت" اور "عارضی فائدے" کا مفہوم پایا جاتا ہے اصل میں یہ لفظ زیادہ تر آخرت کے مقابلے میں دنیوی زندگی کی حقارت ظاہر کرنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ جو بالکل ڈھلتی چھاؤں کی طرح ہے۔ بہرحال یہ "عارضی نفع رسانی" بھی بطور ایک "خدائی احسان" کے نمایاں کی گئی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان الفاظ کے ذریعے جگہ جگہ نوعِ انسانی پر اپنا احسان جتاتا ہے کہ خالقِ کائنات نے چونکہ انہیں دنیا میں آسائش اور خوشحالی دی ہے تو انسان کو اس کی شکرگذاری کرنی چاہیئے۔ اور اس کی احسان فراموشی کسی بھی صورت میں نہیں کرنی چاہیئے۔ اس لحاظ سے جب یہی لفظ انسانوں کے باہمی تعلقات کے ضمن میں بولا جائے۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ انسان ایک دوسرے کے ساتھ بطورِ احسان نفع رسانی کا ذریعہ بنے۔ اس طرح مطلقہ عورتوں

کو متاع یا متعہ دینا بھی ایک اخلاقی ضابطہ ہے۔

متاع نفقہ نہیں ہے | مگر اس لفظ میں نفقہ یا نفقہ واجبہ کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔ بلکہ "نفقات واجبہ" کے لئے قرآن اور حدیث میں "انفاق" (خرچ کرنا) اور "نفقہ" (خرچہ) کے الفاظ لائے گئے ہیں۔ (اس کی تفصیل اس بحث کے آخر میں آرہی ہے) اس کے برعکس متاع "تمتیع" سے ہے جس کے معنی وقتی طور پر فائدہ پہنچانے یا "قلیل شئے" کے ہیں۔ لہٰذا اس سے "لازمی خرچے" کا مفہوم نکالنا لغت اور کلام عرب کا خون کرنا ہے۔ ہاں البتہ پچھلے صفحات میں بتایا جا چکا ہے کہ بعض مفسرین نے ایک "تفسیری قول" کی وجہ سے اس لفظ کا اطلاق "نفقہ عدت" پر ضرور کیا ہے۔ مگر اس سے اس لفظ کی لغوی حیثیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بلکہ اس کو "نفع رسانی" ہی کی تاویل قرار دے کر مجازاً گوارا کیا جا سکتا ہے۔ اس قول کا ماخذ تفسیر کشاف ہے۔ جس میں اس طرح مذکور ہے۔

"قیل المراد بالمتاع نفقة العدة"

کہا گیا ہے کہ متاع سے مراد نفقہ عدت ہے[1]

یہ ایک مجروح اور گمنام قول ہے۔ اسی وجہ سے اس کو "قیل" کہہ کر بیان کیا گیا ہے۔ امام رازی اور علامہ آلوسی (صاحب روح المعانی) وغیرہ نے اس سے انہی الفاظ کے ساتھ نقل کر دیا ہے۔ مگر جیسا کہ اوپر کے مباحث سے واضح ہو گیا کہ کسی بھی ماہر لغت نے اس قسم کی کوئی تصریح نہیں کی ہے۔ بلکہ آپ لغات کی تمام کتابیں چھان ماریئے آپ کو متاع کے معنی نفقہ نہیں ملیں گے۔ بہرحال اس کو ایک استثنائی حیثیت سے صرف "نفقہ عدت" کے مفہوم میں داخل کر لیا گیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ "دوران عدت، عورت کو جو "فائدہ" پہنچایا جائے گا اسے لفظ متاع کی رو سے نفقہ کہنا صحیح نہیں ہوگا۔ ہاں البتہ اس کو "متاعِ عدت" کا نام دیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا امام راغب نے اس سلسلے میں جو تفسیر کی ہے وہ بہت محتاط اور قابل قدر ہے۔

فالمتاع والمتعة مایعطی المطلقة لتنتفع به مدة عدتها

متاع اور متعہ وہ چیز ہے جو طلاق یافتہ کو اس کی عدت کے دوران نفع حاصل کرنے کی غرض سے دی جائے[2]

متاع میں وقت کا مفہوم شامل نہیں ہے | اس سلسلہ میں ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ لفظ متاع میں جس طرح "نفقات واجبہ" کا مفہوم نہیں پایا جاتا اسی طرح اس میں "توقیت" کا تصور بھی نہیں پایا جاتا۔ یعنی اس لفظ میں وقت یا مدت کا مفہوم شامل نہیں ہے۔ جیسا کہ صاحب لسان العرب علامہ ابن منظور نے ازہری کے حوالے

---

[1] تفسیر کشاف، جاراللہ زمخشری ۱/۳۷۷ مطبوعہ تہران [2] المفردات فی غریب القرآن۔

ے اس کی تصریح کرتے ہوئے تحریر کیا ہے :-

وہو غیر موقت لان اللہ عز وجل لم یحصرہ بوقت ، وانما امر بتمتیعہا فقط - اور یہ (متاع) غیر موقت ہے

ونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کسی وقت کے ساتھ مقید نہیں کیا ۔ بلکہ صرف مطلقہ کو نفع رسانی کا حکم دیا ہے[1]

لہٰذا " وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ " کی رو سے کسی متعین مدت تک کے لئے نفقہ کا حکم نکالنا ایک

ال مفہوم ہے جس کی اجازت کلام عرب نہیں دیتا -

چنانچہ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی اس لفظ کے ذریعہ کچھ مدت تک نفع رسانی کی بات کی گئی ہے تو اس موقع پہ

مزید الفاظ بڑھائے گئے ہیں : تاکہ وہاں پر " توقیت " کا مفہوم پیدا ہوسکے ۔ حسب ذیل مثالوں پر غور فرمائیے ۔

۱- وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ

اور تمہارے لئے زمین میں ایک وقت تک ٹھکانہ اور نفع اندوزی ہے ۔ (بقرہ ۳۶)

دیکھئے یہاں پر محض لفظ متاع میں وقت کا کوئی مفہوم موجود نہیں ہے بلکہ اس کے لئے چند دوسرے الفاظ (الی

حین ایک وقت تک) بول کر اس کو موقّت بنایا گیا ہے اسی طرح ملاحظہ ہو -

۲- يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى

وہ تم کو ایک وقت مقررہ تک اچھا فائدہ پہنچائے گا ۔　(ہود ۳)

۳- اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَ مَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ -

مگر یہ ہماری مہربانی ہے اور ایک مدت تک فائدہ دینا ہے (یٰس ۴۴)

۴- اَفَرَاَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ

بھلا دیکھو اگر ہم انہیں چند سال فائدہ اٹھانے دیں (شعراء ۲۰۵)

۵- نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا

ہم انہیں تھوڑا سا عیش دے رہے ہیں (لقمان ۲۴)

۶- قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا

کہہ دو کہ اپنے کفر میں تھوڑی سی مدت تک فائدہ اٹھالے (زمر ۸)

۷- تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ -

اپنے گھروں میں تین دن تک فائدہ اٹھالو (ہود ۶۵)

---

[1] لسان العرب ۸/۳۳۱

آیت زیر بحث کا ایک اہم پہلو | مذکورہ بالا قطعی دلائل کی روشنی میں بخوبی واضح ہو گیا کہ اس لفظ کی حقیقت کیا ہے۔ اور اس کا دائرۂ کار کیا ہے۔ اور اب رہی یہ بات کہ بعض مفسرین کے قول کے مطابق اس لفظ میں "نفقہ عدت" کا مفہوم کیسے نکل آیا؟ تو یہ ایک غلط فہمی کی وجہ سے ہوا ہوگا۔ جس کی بنیاد سورہ بقرہ کی یہ آیت ہے۔

وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ (بقرہ ۲۴۰)

اور تم میں سے جو لوگ وفات پائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو انہیں اپنی بیویوں کے لئے سال بھر کی نفع رسانی کی وصیت کرنی چاہئے۔

اور اس کے بعد ہی وہ آیت شریفہ مذکور ہے جو آج موضوع نزاع بنی ہوئی ہے۔ یعنی "وللمطلقات متاع بالمعروف" (بقرہ ۲۴۱)

اس طرح جب دونوں آیتیں پاس پاس ہی مذکور ہیں جن میں سے پہلی میں ایک سال تک نفع رسانی کی بات کی گئی ہے تو دوسری آیت کی رو سے اس کے ذریعہ "نفقہ عدت" کا مفہوم نکالنے میں غالباً کوئی قباحت محسوس نہیں کی گئی۔ چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تفسیر مظہری احکام قرآن کے باب میں بہت ہی مستند اور قابل قدر تفسیر ہے۔ مگر اس کے باوجود اس باب میں موصوف سے چوک ہو گئی ہے چنانچہ انہوں نے ان دونوں کے مشترکہ مفہوم پر اس طرح روشنی ڈالی ہے۔

قیل المراد بمتاع فی ھذہ الایۃ نفقۃ ایام العدۃ، کما ھو المراد فیما سبق من قولہ تعالیٰ وصیۃ لازواجھم متاعاً الی الحول۔ بجامع ان المرأۃ فی کلا الصورتین الموت والطلاق محبوسۃ لحقوق الزوج فیجب الانفاق فی مالہ

یعنی کہا گیا ہے کہ اس آیت میں متاع سے مراد ایام عدت کا نفقہ ہے۔ جیسا کہ پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ کے اس قول میں مراد تھا۔ "اپنی بیویوں کے لئے ایک سال کی نفع رسانی کی وصیت ہے" ان دونوں صورتوں میں مشترکہ طور پر عورت اپنے شوہر کی موت یا طلاق کے سلسلے میں شوہر کے حقوق (برائت رحم وغیرہ) کے لئے مقید رہتی ہے لہٰذا (ان دونوں صورتوں میں) شوہر کے مال میں سے خرچ کرنا واجب ہے [1]

اور اس تاویل میں قاضی صاحب منفرد نظر آتے ہیں۔ موصوف کی وفات ۱۲۲۵ھ ہے [2]

لہٰذا گمان غالب یہ ہے کہ یہی تفسیر بعض اردو تراجم کی بنیاد بنی ہوگی جن کا تذکرہ تیسرے باب میں ہو چکا ہے

---

[1] تفسیر مظہری۔ ثناء اللہ پانی پتی ۱/۳۴۰ مطبوعہ دہلی [2] نزہۃ الخواطر مولانا عبدالحی حسنی ۷/۱۱۶ مطبوعہ حیدرآباد

واللہ اعلم بالصواب۔

مگر جیسا کہ واضح کیا جا چکا ہے لفظ متاع میں توقیت کا مفہوم نہیں پایا جاتا۔ بلکہ آیت نمبر ۲۴۰ میں سال بھر کا گذارہ دینے کا جو مفہوم پایا جا رہا ہے وہ محض کچھ زائد الفاظ (الی الحول۔ ایک سال تک) کی بنا پر ہے۔ لہذا آیت نمبر ۲۴۰ کو بنیاد بنا کر آیت ۲۴۱ میں توقیت کا مفہوم نکالنا صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہاں پہ کوئی زائد لفظ جو متاع کی توصیف کرنے والا ہو) مذکور نہیں ہے۔ لہذا اس کے ذریعے مطلقہ کی دوسری شادی تک یا نکاح ثانی نفقہ از روئے قرآن واجب قرار دینا قرآن پر بڑی زیادتی ہے۔

بعض اہم سوالات پچھلے صفحات میں لفظ متاع کی تحقیق کرتے ہوئے بتایا جا چکا ہے کہ وہ کن کن معانوں میں آتا ہے اور قرآن مجید میں اس سے کیا مراد ہے۔ نیز یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ طلاق اور مہر کے ضمن میں وہ بطور ایک اصطلاح ایک خاص مفہوم میں استعمال ہوتا ہے جس کو "متعۂ طلاق"، یعنی "تحفۂ طلاق" کہتے ہیں۔ نیز یہ کہ اس میں "توقیت" کا مفہوم نہیں پایا جاتا۔ متاع کے اس مفہوم اور اس کے دائرہ کار کے تعین کے بعد آیئے اب دیکھیں کہ:۔

۱۔ متاع یعنی "متعہ طلاق" کی قانونی حیثیت کیا ہے؟ یعنی یہ واجب ہے یا مستحب؟

۲۔ آیا متاع (متعۂ طلاق) ہر قسم کی مطلقہ عورتوں کے لئے واجب ہے یا بعض مخصوص قسم کی مطلقہ عورتوں کے لئے؟

۳۔ آیا متاع (متعۂ طلاق) کی مقدار فقہ اسلامی میں متعین ہے یا نہیں؟

۴۔ آیا متاع (متعۂ طلاق) کا اطلاق نفقہ عدت پر بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ بالفاظ دیگر کیا سلف صالحین اور فقہا کے نزدیک یہ چیز متعارف یا معمول بہ تھی؟

۵۔ کیا کسی وجہ سے اس کو عدت کے بعد بھی جاری رکھا جا سکتا ہے؟

پہلے چار سوالات نہایت درجہ اہم ہیں۔ جن کے تصفیہ کے بعد دو اور دو چار کی طرح واضح ہو جائے گا۔ کہ پانچواں سوال بالکل لغو اور مہمل ہے۔ ویسے بھی اب تک جو مباحث اوپر گذر چکے ہیں ان کی روشنی میں بھی یہ پہلو پوری طرح سامنے آچکا ہے۔ مگر اب اس سلسلے میں مزید قطعی اور مسکت دلائل بیان کئے جائیں گے۔ اور مفسرین کے اقوال و آثار کی روشنی میں اس گمراہ کن نظریئے کا پوری طرح قلع قمع کیا جائے گا تاکہ کتاب اللہ میں تحریف و تلبیس کا دروازہ بند ہو سکے۔ اس پوری بحث کا مقصود اصلی یہی ہے۔

آیت زیر بحث پر ایک نظر مگر اس آیت کریمہ پر تفصیلی بحث کرنے اور اس کے متعدد پہلوؤں پر نظر ڈالنے سے پہلے ضروری ہے کہ سورہ بقرہ کی آیت ۲۳۶ اور ۲۴۱ دونوں کو پیش نظر رکھا جائے اور دونوں کا اکٹھا مطالعہ کیا جائے۔ چونکہ یہ دونوں آیتیں ایک ہی موضوع اور ایک ہی مضمون سے متعلق ہیں اس لئے ان دونوں کو

پیش نظر رکھنا چاہئے۔ تاکہ مطلب سمجھنے میں آسانی رہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ۝

تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر تم عورتوں کو ہاتھ لگانے اور ان کے لئے مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دے دو (اس صورت میں) انہیں کچھ تحفہ دو، جو وسعت والے پر اپنی حیثیت کے مطابق اور مفلس پر اپنی حیثیت کے مطابق ہوگا۔ رواج کے مطابق (دیا) تھوڑا سا سامان (دینا) خوش معاملہ لوگوں کے لئے ضروری ہے۔ (بقرہ ۲۳۶)

وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ۔

اور طلاق والی عورتوں کے لئے رواج کے مطابق تحفہ ملے گا۔ یہ ایک حق ہے پرہیزگاروں پر (بقرہ ۲۴۱)

ان دونوں آیتوں میں جو اہم الفاظ اور فقرے مذکور ہیں وہ یہ ہیں :-

۱۔ وَمَتِّعُوهُنَّ ——— اور اس قسم کی عورتوں کو فائدہ پہنچاؤ۔

۲۔ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ ——— صاحب تیسیر پر اس کی حیثیت کے مطابق۔

۳۔ وعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ——— اور مفلس پر اس کی حیثیت کے مطابق۔

۴۔ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ——— معروف طریقے سے نفع رسانی۔

۵۔ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ——— احسان کرنے والوں پر یہ ایک حق ہے۔

۶۔ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ——— یہ خدا سے ڈرنے والوں کے لئے ضروری ہے۔

ان فقروں کی تشریح اپنے موقع پر آئے گی۔ مگر آگے بڑھنے سے پہلے لفظ "معروف" کی تھوڑی تشریح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں لفظ معروف ۳۸ جگہوں پر آیا ہے۔ اور ان میں سے ۲۳ مقامات عائلی

معروف کیا ہے؟

امور سے متعلق ہیں اور وہ بھی زیادہ تر میاں بیوی کے تعلقات کے بارے میں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام خاندانی مسائل و معاملات کو کتنی اہمیت دیتا ہے۔ خود سورہ بقرہ کی آیات ۲۲۱ سے ۲۴۲ تک (جن میں زیادہ تر میاں بیوی کے تعلقات کا تذکرہ ہے) گیارہ مقامات میں یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے اور اس کا بنیادی مفہوم اگرچہ ۱۔ جانی پہچانی چیز ہے ۲۔ حسن سلوک کے ہیں۔ جو منکر کی ضد ہے[1]

مگر مختلف مواقع کی نسبت سے اس کا مفہوم مختلف ہو سکتا ہے۔ چنانچہ زیر بحث دو آیتوں میں مفسرین نے

---

[1] دیکھئے لسان العرب ۹/۲۳۹

اس کا جو مطلب بیان کیا ہے وہ یہ ہے ۔

متاعاً بالمعروف ۔ ای بالوجہ الذی یحسن فی الشرع والمروءۃ یعنی ایسے طریقے سے جو شریعت اور شرافت کی رو سے قابل تعریف ہو[1]

بالوجہ الذی یستحسنہ الشرع لا باکراہ من الحاکم ۔ ایسے طریقے جو شریعت کی نظر میں مستحسن ہو۔ نہ کہ حاکم کے دباؤ سے[2]

ای بقدر الامکان ۔ یعنی مقدور بھر[3]

متاع بالمعروف ۔ شرعاً عادتاً ۔ یعنی شریعت اور عادت کے مطابق[4]

متاع بالمعروف کا مطلب وہ ہے جو سابقہ آیت میں بیان کیا جا چکا ہے ۔ کہ صاحب تیسیر پر متعہ اس کی حیثیت کے مطابق اور مفلس پر متعہ اس کی حیثیت کے مطابق لازم آئے گا[5]

ظاہر ہے کہ عربی الفاظ کے ان مفہومات کو ہو بہو تراجم میں منتقل کرنا ممکن نہیں ہے لہذا اردو ترجموں میں اس لفظ کے معنی "دستور" یا رواج "وغیرہ کو دیکھتے ہوئے یہ غلط فہمی کسی بھی طرح نہ ہونی چاہیئے ۔ کہ اس سے مراد مختلف قوموں یا حکومتوں کے دستور مراد ہوں گے ۔ کیونکہ بعض انگریزی اور اردو تراجم کو بنیاد بنا کر آج کل بعض "روشن فکر" حلقوں میں اسلامی شریعت اور علماء کے خلاف جو مہم چلائی جا رہی ہے اس کا رجحان کچھ ایسا ہی ہے کہ محض ترجموں کا سہارا لے کر غل غپاڑہ مچایا جائے حتیٰ کہ اس طرح اب علماء کی "خیانت" بلکہ "جہالت" بھی ثابت کی جانے لگی ہے ۔

اعاذنا اللہ تعالیٰ من ہذہ الخرافات ۔

متاع واجب ہے یا مستحب؟ اب آئیے پہلے اور دوسرے سوال کی طرف کہ متاع (متعہ طلاق) واجب ہے یا مستحب؟ اور اگر واجب ہے تو کیا تمام مطلقہ عورتوں کے لئے واجب ہے یا صرف بعض مخصوص قسم کی مطلقہ عورتوں کے لئے؟ تو اس سلسلے میں خود سلف کے درمیان بنیادی طور پر چار مسلک پائے جاتے ہیں جن کی تفصیل آگے آ رہی ہے ۔ مگر تفصیل میں جانے سے پہلے صفحات میں مطلقہ عورتوں کی جو چار قسمیں بیان کی جا چکی ہیں انہیں نظر میں رکھنا ضروری ہے ۔ ورنہ یہ بحث سمجھ میں نہیں آسکتی ۔ لہذا اس موقع پر مختصر طور پر اس کا اعادہ ضروری معلوم ہوتا ہے ۔ جو یہ ہے :۔

کوئی مطلقہ یا تو "مدخول بہا" (جس سے مباشرت کی جا چکی ہو۔) ہوگی یا نہیں ۔ اور پھر یا تو اس کا مہر مقرر کیا جا چکا ہوگا یا نہیں ۔ اس لحاظ سے مطلقہ عورتوں کی چار قسمیں ہوئیں ۔

---

[1] تفسیر کشاف ۱/۲۷۳ [2] تفسیر ابو سعود ۱/۲۳۴ [3] تفسیر مظہری ۱/۲۳۲-۲۳۳ [4] زاد المسیر فی علم التفسیر یعنی تفسیر ابن جوزی ۱/۲۸۰ [5] تفسیر ابو سعود ۱/۲۳۷ [6] تفسیر مظہری ۱/۳۴۰

۱۔ وہ مطلقہ جس کا مہر مقرر نہ ہوا اور اسے ہاتھ بھی نہ لگایا گیا ہو (جس سے مباشرت نہ کی گئی ہو)
۲۔ وہ مطلقہ جس کا مہر تو مقرر ہو مگر اسے ہاتھ نہ لگایا گیا ہو۔
۳۔ وہ مطلقہ جس کا مہر بھی مقرر ہوا اور اس کو ہاتھ بھی لگایا جا چکا ہو۔
۴۔ وہ مطلقہ جس کا مہر مقرر نہ ہو مگر اس کو ہاتھ لگایا جا چکا ہو۔

آئندہ سہولت کی خاطر ان چاروں کو مطلقہ کی اصطلاحات کی شکل میں بیان کیا جائے گا۔

سلف کا مسلک اب اس موقع پر سب سے سلف صالحین کا مسلک بیان کیا جائے گا۔ پھر فقہائے اربعہ کا مسلک بیان کر کے اس پر تبصرہ کیا جائے گا۔ پھر بتایا جائے گا کہ ان میں سے کونسا مسلک قرآنی منشا سے زیادہ قریب ہے۔ اور جمہور مفسرین و ائمہ کا رجحان کیا ہے؟ چنانچہ سلف صالحین کے مسلک کے بارے میں سب سے زیادہ تفصیلی بحث امام ابن جریر طبری نے کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ متعۂ طلاق کے بارے میں اختلاف ہے کہ ارشادِ باری "وَمَتِّعُوهُنَّ" میں آیا حکم وجوب کے لیے یا استحباب کے لئے؟ پھر اس بارے میں چند اختلافی مسلک بیان کئے ہیں جن کا خلاصہ اس موقع پر بیان کیا جاتا ہے۔

ٹینڈر نوٹس

ٹاؤن کمیٹی اکوڑہ خٹک ضلع پشاور کو مندرجہ ذیل تعمیراتی کاموں کی تکمیل کے لئے منظور شدہ ٹھیکیداران سے سربمہر ٹینڈر مطلوب ہیں۔ ٹینڈر مورخہ ۸۶-۷-۲۲ کو بوقت ۱۰ بجے صبح زیر دستخطی کے پاس پہنچ جانے چاہئیں۔ ٹینڈر اسی دن بوقت ۱۱ بجے روبرو ٹھیکیداران کھولے جائیں گے۔

نوٹ۔ ٹینڈر فارم دفتر ٹاؤن کمیٹی سے بھی قیمتاً حاصل کیا جا سکتا ہے۔
۲۔ ٹینڈر منظور کرنے یا کرنے کا قطعی اختیار زیر دستخطی کو ہوگا۔
۳۔ دیگر شرائط مطابق ورکس رولز ہوں گے۔

نمبر شمار	تفصیل کام	تخمینہ لاگت	زر بیعانہ / ضمانت	میعاد کام
۱	سالانہ مرمتی کام برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ء	200000/	5000/	ایک سال

المشتہر:- جان محمد خان خٹک چیرمین ٹاؤن کمیٹی اکوڑہ خٹک

INF(P)203